جہات

توہین رسالت اور آزادی اظہارِ رائے؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم–امابعد!

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات والا شان کے ساتھ بغض وعناد، حسد وکینہ، غم وغصہ اور خدا واسطے کا بیر بوجوہ کفار ومشرکین اور یہود ونصاری کی جبلت وفطرت، سرشت وعادت اور گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے لے کر آج تک ہر زمانے میں ان معاندین وحاسدین نے آپ ﷺ کی ذات، آپ کے پیغمبرانہ مرتبہ ومقام، رفعت شان اور خداداد انسانی عظمت کو قولاً فعلاً نقصان پہنچانے اور ڈنگ مارنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

گذشتہ مہینوں میں پہلے ڈنمارک کے اخبار ''جے لینڈ پوسٹن''(Jyland Ponsten) میں اور پھر اس ''کارخیر'' میں حصہ ڈالنے کیلئے فرانس، سپین، ناروے، جرمنی، نیوزی لینڈ حتی کہ امریکہ کے اخبارات میں توہین وتنقیص رسالت پر مبنی خاکوں (جن میں ایک خاکہ کے اندر حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمین اور محسن انسانیت شخصیت کو (العیاذ باللہ۔ نقل کفر کفر نہ باشد) پگڑی میں بم رکھے ہوئے دہشت گرد کے طور پر دکھانے کی ناپاک جسارت کی گئی تھی) کی اشاعت بھی پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ اسی جبلی بغض وعناد کی آگ اور قلبی جلن کو ٹھنڈا کرنے کی ایک مذموم اخلاق باختہ اور حد درجہ بھونڈی حرکت تھی۔ جس طرح بچھو ڈنگ مارنے کی عادت کے ہاتھوں مجبور ہے اسی طرح یہ ''بیچارے'' بھی عداوت رسول کی بنا پر آپ ﷺ کی شان میں ہر ممکن گستاخی اور ہرزہ سرائی کے معاملے میں ''معذور'' ہیں۔

ان گستاخوں بد باطنوں اور ملعونوں پر یہ امر واضح رہنا چاہیے کہ آخر الزماں پیغمبر اسلام کا آفتاب نبوت ورسالت طلوع ہونے کے بعد اب قیامت تک غروب نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ نصف النہار پر چمکتا رہے گا۔ اس مضمون کو ادا کرنے کیلئے معروف صوفی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا تھا:

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلیٰ لاتغرب

(پہلے تمام لوگوں کے سورج غروب ہو گئے جبکہ ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے افق پر چمکتا رہے گا اور غروب نہیں ہوگا)

کسی دل کے اندھے اور شپرہ چشم کو یہ روشنی نظر نہ آئے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ

ان ''بیچاروں'' کے آباؤ اجداد نے آج سے چودہ صدیاں قبل بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام ونشان مٹانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے ہر ممکن حربہ

اختیار کیا تھا- جس سے حضور اکرم ﷺ کا افسردہ و دلگیر ہونا ایک طبعی و فطری امر تھا- جس پر قادر مطلق نے اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے قیامت تک کیلئے اعلان فرمادیا کہ:

"اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ" (بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہونے والا ہے)(نہ کہ آپؐ)

تاریخ گواہ ہے کہ بعثت رسول ﷺ کے بعد جس بد بخت نے بھی آپ ﷺ سے کسی بھی انداز میں دشمنی مول لینے کی کوشش کی' وہ بے نام ونشان ہی نہیں بلکہ ہمیشہ نامراد و ناکام ہی رہا ہے- چنانچہ حال ہی میں ڈنمارک کے جس اخبار کے ایڈیٹر نے توہین رسالت پر مبنی خاکے شائع کرکے پہل کرنے کی جسارت کی تھی' اس کو اللہ کریم نے کس طرح بے نام ونشان کیا اور کس طرح نقد و ذلت آمیز سزادی ہے' اس کا اندازہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی درج ذیل خبر سے لگایا جاسکتا ہے:

"توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ڈنمارک کے اخبار کا ایڈیٹر زندہ جل مرا"

لاہور (نیوز ڈیسک) توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ڈنمارک کے بدنام زمانہ اخبار جے لینڈ پوسٹان" کا بد بخت ایڈیٹر" ایلیٹ بیک" اپنے کمرے میں بھڑک اٹھنے والی آگ میں جل کر ہلاک ہوگیا ہے- ایک سعودی اخبار کے مطابق ایلیٹ بیک اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا کہ کہ اچانک آگ بھڑک اٹھی جس کی لپیٹ میں آ کر بد بخت ایلیٹ بیک زندہ جل کر ختم ہوگیا- اس ایڈیٹر نے ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو اپنے اخبار میں توہین آمیز خاکے شائع کیے تھے- جس پر پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا تھا- ڈنمارک کی حکومت اس کے جل مرنے کی خبر کو چھپانے کی کوشش کررہی ہے- سعودی اخبار نے لکھا ہے کہ اس ایڈیٹر کو اللہ کے عذاب نے سوتے میں پکڑ لیا اور وہ زندہ جل کر واصل جہنم ہوگیا-

(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۵ جون ۲۰۰۶ء)

علاوہ ازیں ان ملعونوں گستاخوں اور ازلی بدبختوں پر یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ کسی آدمی کے کلمہ پڑھ لینے اور رسول اکرم ﷺ کی نبوت ورسالت کا دل سے اقرار اور زبان سے اعتراف کر لینے کے بعد اس کے اور پیغمبر اسلام کے درمیان تعظیم و تکریم اور عقیدت و محبت کا جو قلبی رشتہ قائم ہوجاتا ہے وہ دنیا کے تمام تعلقات اور خونی رشتوں ناطوں سے ہی نہیں' اس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر مقدم ہے- پیغمبر اسلام کے ساتھ مومنوں کے اس خصوصی تعلق کی نوعیت و کیفیت بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم" (سورہ الاحزاب:٦)

(نبی اکرم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں)

گویا ایک مسلمان بوجوہ اپنی اور اپنے ماں باپ کی توہین و تنقیص تو برداشت کرسکتا ہے مگر رسالت مآب ﷺ کی ادنی گستاخی و بے ادبی بھی برداشت کرنا اس کی ایمانی غیرت کے خلاف ہے-

چنانچہ اسلامی تاریخ میں اس قسم کے بیسیوں واقعات محفوظ ہیں کہ جب اور جہاں بھی کسی بد بخت نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرنے کی جسارت کی مسلمانوں نے اسے جہنم رسید کرنے اوراس جسارت کا مزہ چکھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

گستاخانہ کارٹونوں کی اشاعت کی شکل میں اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے ''دعویداروں'' اور مسلمانوں کو انتہا پسندی کا طعنہ دینے والوں کی طرف سے حالیہ توہین وتنقیص رسالت سے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے جذبات کو سخت ٹھیس اور قلبی رنج پہنچنا ایک فطری امر تھا۔ مگر اس کے باوجود مسلمانوں نے اشتعال میں آئے اور قانون کو ہاتھ میں لیے بغیر جس مہذب وقانونی انداز میں پر امن احتجاج کیا۔ اخبار کے ایڈیٹر کو اتنی بڑی جسارت وغلطی کا احساس دلایا' حکومت کو اس حساس معاملے کی طرف متوجہ کیا اور اس کے برعکس ڈنمارک کی حکومت بلکہ تمام مغرب نے اس معاملے میں جس ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا' اس کی تفصیل کیلئے یہاں روزنامہ جنگ' کراچی مورخہ ۱۸ فروری ۲۰۰۶ء میں ''احوال واقعی'' کے عنوان سے شائع ہونے والے ڈاکٹر سید سجاد حسین کے درج ذیل کالم کا اندراج بے جانہ ہوگا:

''جیلینڈ پونستان (Jyland Ponsten) ڈنمارک کا ایک محدود تعداد میں چھپنے والا مقامی اخبار ہے۔ جان بینسن اس کے ایڈیٹر ہیں۔ اپنے اخبار کی معمولی شہرت کیلئے ایڈیٹر نے ۳۰ ستمبر کو نازیبا کارٹون چھاپے' جن کی تعداد ۱۲ تھی۔ اخبار ڈینش زبان میں چھپتا ہے۔ اس لئے ڈنمارک میں رہائش پذیر بہت سے مسلمان اس کو نہیں پڑھتے۔ ۳۰ ستمبر کو جب یہ نازیبا کارٹون چھپے تو چند مسلمانوں نے انہیں دیکھا اور پھر ایک دوسرے سے ایک میٹنگ میں مشورہ کیا۔ ڈنمارک میں مسلمانوں کی تعداد لگ بھگ ۲ لاکھ ہے جن کا تعلق مختلف مسلم ممالک سے ہے۔ اکثریت مشرق وسطی سے ہے۔ وہاں متحرک ایک مسلمان تنظیم نے فیصلہ کیا کہ ان نازیبا کارٹونوں کی اشاعت پر ایک پرامن احتجاج کرنا چاہیے اور اخبار کے ایڈیٹر کو احساس دلانا چاہیے کہ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ لہذا وہ معافی مانگے۔ ۱۴/ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو کوپن ہیگن میں ایک انتہائی منظم اور پرامن ریلی منعقد کی گئی جس میں تقریباً چار ہزار افراد نے شرکت کی۔ ریلی میں اخبار کے مدیر سے معافی طلب کی گئی لیکن اس نے صاف انکار کردیا کہ کوئی معافی نہیں مانگی جائے گی۔ یہ ہماری آزادی کا مسئلہ ہے' دل آزاری ہو تو ہوا کرے۔

ڈنمارک کے مسلمان کافی پریشان ہوئے پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ڈنمارک کے وزیر اعظم جناب آندرے رمسان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے تاکہ ایسی شرمناک حرکت کو آئندہ ہونے سے روکا جائے اور ایڈیٹر کو حکومت احساس دلائے کہ وہ نازیبا حرکت پر معافی مانگے۔ ڈنمارک میں مقیم مسلمانوں نے اس سلسلے میں اپنے اپنے ملکوں کے سفیروں سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ وہ ان کے جذبات ڈنمارک وزیر اعظم تک پہنچا دیں تاکہ آئندہ کا تدارک بھی ہو جائے اور موجودہ حرکت کی تلافی بھی ہو۔

اسلامی ممالک کے ۱۱ سفیروں نے مشترکہ درخواست بھیجی کہ وزیر اعظم سے ملاقات ہو سکے اور ان کی توجہ

اس خطرناک حرکت کی طرف دلائی جائے اور معاملے کو خوش اسلوبی اور مہذب طریقے سے حل کرالیا جائے۔
وزیراعظم نے مسلم سفیروں سے ملنے سے صاف انکار کردیا۔کمال ہے ایسا حساس معاملہ اور مودبانہ ملاقات کی گذارش۔ڈنمارک کے وزیراعظم صاحب نے تمام سفارتی اخلاقیات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے صاف انکار کرکے ڈنمارک کے رہائش پذیر مسلمانوں کی مزید دل آزاری کی اوران کو ایک دوراہے پر کھڑا کردیا کہ اب کس کے پاس جائیں جو ہماری بات سنیں۔یہی وہ وقت تھا جب وزیراعظم ڈنمارک یا اس سے پہلے اخبار کے ایڈیٹر اس مسئلے کو ہمیشہ کیلئے دفن کرسکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا مناسب نہیں سمجھا بلکہ ڈنمارک کے مسلمانوں کو حیرت زدہ اوراس کے ساتھ ساتھ برہم کردیا۔

ڈنمارک کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ یہ مسئلہ اب دوسرے مسلمان بھائیوں کے علم میں لانا چاہیے تاکہ حضورﷺ کی شان میں جو گستاخی کی گئی ہے وہ دوبارہ نہ ہو۔مسلم رہنما ابولبین نے کارٹونوں پر مشتمل ایک تفصیل بنا کر چار وفد مصر،لبنان،شام اور سعودی عرب روانہ کیے۔اب نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا بس پھر آگ بھڑک کر پھیلنا شروع ہوگئی۔

۵۷ ممالک نے مکہ سے ایک مشترکہ بیان میں سخت الفاظ میں اس حرکت کی مذمت کی۔امام کعبہ نے مکہ شریف سے اعلان کیا کہ جو حضور اکرمﷺ کی ذات مبارک کی شان میں تضحیک کرے وہ قابل گرفت ہے اور سزا کا حقدار ہے۔سعودی حکومت نے ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کرلئے اور اپنا سفیر واپس طلب کرلیا۔مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک نے ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع کردیا۔

مسلمانوں کی مزید دل آزاری اور ہتک آمیز رویہ رکھتے ہوئے فرانس،اسپین،ناروے اور جرمنی کے اخبارات نے ڈنمارک کی حمایت میں دوبارہ کارٹونوں کی اشاعت کی اور کہا کہ یہ سب کچھ پریس کی آزادی کیلئے کیا جارہا ہے۔یہ کونسی آزادی ہے کہ آپ کسی کو اذیت پہنچانے کا حق مانگتے ہیں۔یہ آزادی نہیں بلکہ وہ معاشرتی اور مذہبی خلیج اور نفرت کا اظہار تھا تاکہ مسلمان جو پہلے ہی زخمی ہیں،ان کی مزید تذلیل کی جائے......"

درج بالا کالم سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلام کے ساتھ اس خبث باطن کے اظہار کیلئے پریس اور اظہار رائے کی آزادی کو بنیاد و آڑ بنایا گیا ہے۔اظہار رائے کی اس نام نہاد آزادی کے عدم جواز اور غیر معقولیت پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر ظاہر ہے یہاں اتنی تفصیل ممکن نہیں۔اس لئے اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ حق کوئی بھی ہو مادر پدر آزاد نہیں ہوتا۔ہر حق کسی نہ کسی پابندی سے مشروط ہوتا ہے۔چنانچہ شرعی نقطہ نظر کے علاوہ انسانی حقوق کے یورپی معاہدہ" European convention of Human Rights" میں آزادی اظہار رائے کو چند ایسی پابندیوں سے مشروط کردیا گیا ہے جنہیں بذریعہ قانون نافذ کیا گیا ہو۔اس معاہدہ کے آرٹیکل ۱۰ کے الفاظ یہ ہیں:

"The exercise of the right to freedom of expression may be subject.to such restrictions or penalities as are prescribed by law...for the protecttion of the rights of others".(Daily"The muslim"27.7.1990)

دوسروں کے حقوق کے تحفظ کیلئے حق آزادی اظہار کو ایسی پابندیوں یا سزاؤں کے ماتحت کیا جاسکتا ہے، جنہیں قانون نے تجویز کیا ہو۔

اسی طرح خود مغربی قوانین میں آزادی تقریر کے حق پر بعض پابندیاں عائد کر کے اسے محدود کر دیا گیا ہے۔ اس بارے میں امریکہ کے جسٹس ہالمز (Justice Holmes) نے ایک نظریہ پیش کیا تھا جو "Clear and present Danger Theory" کے نام سے مشہور ہے۔ اس نظریہ کے تحت جب بھی کسی فرد کے حق تقریر کے استعمال سے معاشرے میں مفاد عامہ کو واضح اور فوری خطرہ لاحق ہو جائے تو اس کے حق تقریر کو محدود کر دیا جائے گا (Robinson,Joan. 'An American Legal Almance' Page:357)

لیکن بعد میں بیسویں صدی کے نصف یعنی پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں امریکی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس فرینکفرٹر (Filix frankfurter) نے جو فیصلہ دیا اس کی رو سے فوری خطرہ ہونا ضروری نہیں بلکہ کسی بھی شخص کو اظہار تقریر سے محروم کیا سکتا ہے اگر اس سے نقص امن کا صرف خدشہ اور توقع ہی ہو۔ اس نے اپنے فیصلے میں لکھا:

"Accordingly,it appears that "Present"danger is no longer required to punish on exercise of speech, it is sufficient if there is "Probable" danger of breach of the peace"

(The Encyclopedia of Americanna, Vol.4,Page-62)

ان قوانین سے واضح ہوا کہ آزادی اظہار رائے اگرچہ ایک بنیادی حق ہے مگر یہ حق بالکل مطلق نہیں۔ اس کو جواز بنا کر مقدس ترین ہستیوں بالخصوص محبوب رب العالمین ﷺ کی دیدہ دانستہ توہین کرنا اور اس توہین کے ذریعے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی کھلم کھلا توہین و تنقیص تو در کنار اشارے کنارے میں کی گئی گستاخی بھی کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ اسلام تحمل، رواداری، عفو و درگزر کی تعلیم دیتا اور دوسرے مذاہب کے معبودوں کو گالی دینے سے روکتا اور ان کی مذہبی علامات کے احترام کی تلقین کرتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو شانِ رسالت میں ادنیٰ گستاخی کی اجازت بھی نہیں دیتا۔

لہذا توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر عالم اسلام کے بھرپور احتجاج کے بعد یورپ اور امریکہ کو جان لینا چاہیے کہ مسلمان ناموس رسالت کے معاملے میں انتہائی حساس ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں کی قوت برداشت کا امتحان نہ لیں۔

(حافظ محمد سعد اللہ)

مدیر مسئول